رہے ہیں۔ مسلمان ممالک کے اخبارات بھی بلاتکلف یہی خبر نقل کرتے ہیں۔ اصل حقیقت کے گرد خاموشی کی دیوار ہے۔ بہت دیر ہو چکی ہے' اب وقت آگیا ہے کہ بے خبری اور خاموشی کی یہ دیوار توڑی جائے۔ حقائق معلوم کرنے کے لیے بین الاقوامی مشن الجزائر جائیں' آنکھوں سے دیکھیں اور لوگوں سے ملیں اور دنیا کو بتائیں کہ الجزائر میں کیا ہو رہا ہے؟

او آئی سی سے تو توقع نہیں ہوتی کہ وہ کوئی اقدام کرے' اس لیے کہ سب اپنے شیشے کے گھروں میں ہیں' لیکن امت مسلمہ کا درد رکھنے والے ادارے' اخبارات اور ایجنسیوں کو آگے بڑھنا چاہیے' اور اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ مغرب کو اس کا فرض یاد دلانا کافی نہیں۔ شکایت تو اپنوں سے ہے کہ سب کچھ اتنی خاموشی سے برداشت ہو رہا ہے۔ بین الاقوامی اداروں پر اتنا دباؤ پڑنا چاہیے کہ اقدام کرنے پر مجبور ہوں' اور الجزائر کی حکومت کو اجازت دینا پڑے۔ مغرب کو تو یہ فکر لاحق ہے کہ الجزائر میں اسلامی فرنٹ کو اقتدار مل گیا' اور تبدیلی کی لہر شروع ہو گئی تو ایک طرف مصر تک اور دوسری طرف بحیرہ روم پار کر کے ان کے علاقوں میں نہ آ جائے' اسی لیے وہ چھ سال سے ظالم اور ناجائز حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں' لیکن مغرب کے باضمیر لوگوں کو بھی جگایا جا سکتا ہے۔ اصل فرض خود ان مسلمان ملکوں کا ہے' جہاں جمہوری اقتدار رائج ہیں اور جہاں مسلمانوں کے آزاد ادارے موجود ہیں۔ الجزائر جانے کے لیے وفد تیار ہوں چاہے حکومت انکار کرے' الجزائر کے سفیروں کو ہر جگہ جواب دینا پڑے کہ ان کے ملک میں شہری کیوں قتل ہو رہے ہیں؟ الجزائر کی صورت حال کو برداشت کیے جاتے رہنا' اب برداشت نہیں ہونا چاہیے۔

فلسطینی مقتدرہ: تہمت خود مختاری کی

محمد ایوب منیر

اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کا عرفات سے مطالبہ ہے کہ "چھوٹی مچھلیاں (sardines) نہیں' بڑی مچھلیاں (sharks) پکڑو۔ وہ نہیں' جو کارروائیاں کرتے ہیں' وہ جو منصوبے بناتے ہیں' ہدایات دیتے ہیں"---- فلسطینی جاں بازوں کی کارروائی میں چند اسرائیلی شہریوں کی ہلاکت کے بعد' بین الاقوامی میڈیا یہی تصویر پیش کر رہا ہے کہ یہودی معصوم' پرامن ہیں' اور فلسطینی ظالم و دہشت گرد۔ صدر کلنٹن براہ راست ٹی وی پر آکر عرفات سے مطالبہ کر رہے ہیں' وزیر خارجہ آل برائٹ موقع پر پہنچ کر دباؤ ڈال رہی ہیں کہ عرفات حماس کا قلع قمع کرے' ورنہ یہ نیک کام اسرائیلی افواج اس کے نام نہاد خود مختار علاقوں میں داخل ہو کر خود انجام دیں گی۔

اس سال مارچ اپریل سے' القدس کے مشرقی علاقے میں ۳۰ ہزار افراد کے لیے مکانات کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ اوسلو معاہدے (اور جینوا کنونشن) کی اس کھلی خلاف ورزی پر اقوام متحدہ اسرائیل کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ ایک بے ضرر قرارداد پاس ہوئی اور وہ بھی امریکہ نے ویٹو کر کے اسرائیل کو کھلی چھٹی دے دی۔ اہل

فلسطین کے مسلسل احتجاج پر اسرائیلی اقدامات نے صورت حال کو سنگین کر دیا۔ ایک لاکھ فلسطینی جو محنت مزدوری کے لیے مقبوضہ علاقوں میں جاتے تھے، ان کا داخلہ بند کر کے انھیں فاقوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ فلسطینی مقتدرہ کی ۴ کروڑ ڈالر کی ریونیو آمدنی کی ادائیگی روک دی گئی، اور یاسر عرفات پر حماس کو کچلنے کے لیے دباؤ بڑھایا گیا۔ اوسلو معاہدے کے بعد سے، فلسطینی ریاست میں حماس کے مجاہدوں اور ہمدردوں پر عرصہ حیات پہلے ہی تنگ کر دیا گیا ہے۔ اسرائیل اور اس کی پشت پناہ عالمی طاقتیں تماشا دیکھتی ہیں کہ انھیں خوش کر کے شاید مالی امداد کے کچھ مزید ٹکڑے حاصل کرنے کے لیے (جس کے وعدے زیادہ اور وفا بہت کم ہے!) عرفات کی پولیس اپنے ہی بھائیوں پر ظلم و تعذیب کا بازار گرم کیے ہوئے ہے۔ اب حالات بہت خراب ہوئے تو عرفات نے حماس کے رہنماؤں سے ملاقات کی، شاید اپنا وزن بڑھانے کے لیے۔ لیکن دوسری طرف خود عرفات اور فلسطینی ریاست کے دوسرے وزرا و افسران کی کرپشن، عیاشیوں اور اسرائیلی بنکوں میں اکاؤنٹ کی کہانیاں عام ہیں۔ ایسی قیادت مقابلے میں کس طرح کھڑی ہو! جو خود اپنی قوم کی نظروں میں غدار ہوں، اور دشمن کا ایجنڈا پورا کر رہے ہوں، ان کو دشمن وقعت کیوں دے، انھیں تو اپنا کام نکالنے کے بعد، منظر سے ہٹا ہی دیا جاتا ہے۔

فلسطین کی آزادی اور القدس الشریف کی بازیابی، عالم اسلام کا مسئلہ ہے، لیکن پہلے اسے صرف عربوں کا مسئلہ قرار دیا جاتا رہا اور اوسلو معاہدے کے بعد تو اسرائیل اور فلسطینی ریاست کا مقامی مسئلہ بنا دیا گیا ہے جس میں امریکہ نے عربوں کا ہمدرد بن کر اسرائیل کے مفادات کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔ مصر کے حسنی مبارک اور اردن کے شاہ حسین کیا کام آسکتے ہیں۔ سعودی عرب اشارہ پا کر مالی امداد فراہم کر دیتا ہے (حال ہی میں شہری سہولتوں کے لیے ایک کروڑ ڈالر دیے ہیں)۔ دوسرے بڑے بڑے مسلم ممالک کے حکمران خود اپنے مسائل اور اپنے اقتدار کی بقا کے لیے امریکہ کی نظر کرم کے محتاج نظر آتے ہیں، وہ کسی پر کیا دباؤ ڈالیں اور کیا مدد کریں۔ پاکستان میں اسرائیل کی منظوری کا شوشہ چھوڑ کر، ردعمل سے اندازے لگائے جا رہے ہیں۔ اوسلو معاہدے کے بعد یہ دلیل ہاتھ آگئی ہے کہ جب خود فلسطینیوں نے صلح کر لی ہے، تو ہم حالت جنگ کیوں رکھیں۔ (جیسے کہا جاتا ہے کہ جب پاکستان خود بھارت سے مذاکرات کر رہا ہے، آموں کے تحفے بھیج رہا ہے، تو دوسرے مسلم ممالک بھارت سے کیوں بگاڑ مول لیں)۔ عرب اور افریقی ممالک کے اسرائیل سے سمجھوتے ہو رہے ہیں، تاکہ اسرائیل کو منڈیاں فراہم ہوتی رہیں۔ ترکی سے اسرائیل کے فوجی معاہدے ہیں اور مشترکہ مشقیں ہوتی ہیں۔

اوسلو معاہدے کے تحت قیام امن کے لیے جو بھلا برا عمل ہونا تھا، وہ اسرائیل کی خلاف ورزی اور ہٹ دھرمی، اور اس پر امریکہ کی پشت پناہی سے خطرے میں پڑ چکا ہے۔ جو نامنصفانہ شرائط طے کی گئی ہیں، ان پر امن کا کوئی امکان نہ تھا، اگر کچھ تھا، تو وہ بھی اب دھندلا گیا ہے بلکہ بعض مبصرین کے نزدیک تو جنگ بھی خارج از امکان نہیں۔ کسنجر نے کہا ہے کہ اسرائیل کی مسلسل سرپرستی مشرق وسطیٰ میں ہی امن کو برباد نہیں

کرے گی بلکہ پوری دنیا میں امریکی' دہشت گردی کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ سابق وزیراعظم رابن کی بیوہ نے آل برائٹ سے ملاقات سے قبل کہا: کبھی ہم یہودی بھی دہشت گرد تھے' اور ہمیں کوئی ختم نہ کر سکا۔ برطانوی فوج کی ہر طرح کی کوششوں کے باوجود ہماری سرگرمیاں جاری رہیں' ہمیں سمجھنا چاہیے کہ اس کا امکان بہت کم ہے کہ یاسر عرفات فلسطینی دہشت گردی ختم کر دے (روزنامہ ڈان' ۱۴ ستمبر ۹۷ء)۔

یقیناً اسرائیل اور امریکہ یہ سمجھتے ہیں لیکن وہ اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ عرب ممالک کے مغرب نواز حکمران بھی دہشت گردی کے مسئلے پر امریکہ کے شانہ بشانہ ہیں۔ حال ہی میں مصر میں فوجی عدالت نے حکومت کا تختہ الٹنے کے الزام میں الجماعت الاسلامیہ کے ۶۸ افراد کو' جن میں ۴ خواتین بھی ہیں' عمرقید کی سزا دی ہے۔ یہ ترقی پسند' سیکولر اور نام نہاد لبرل حکومتیں نہ امن قائم کر سکی ہیں' نہ خوش حالی لا سکی ہیں' نہ اسرائیل کے مقابلے پر کھڑا ہونے کی ہمت رکھتی ہیں۔ ان کی مستقل اور کھلی ناکامی ان ممالک میں اسلامی قوتوں کا راستہ ہموار کر رہی ہے۔ فلسطین میں بھی مقتدرہ کی ۴ سالہ نااہل اور کرپٹ حکومت کے بعد حماس ہی امید کی علامت ہے۔

حماس کے مجاہدین اور فلسطین کے دوسرے بے گناہ شہریوں کے لیے اصل سہارا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے' اور اس کے بعد امت مسلمہ کے وہ افراد اور گروہ ہیں جو حالات کا شعور رکھتے ہیں اور مستقبل کا ادراک کر سکتے ہیں۔ اہل فلسطین' اہل کشمیر کی طرح اور دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمان' دشمنوں سے نبرد آزما ہیں' ان کی طرح' اپنی آزادی اور حقوق کی لڑائی بے جگری سے لڑ رہے ہیں اور جان کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ اگر امت بیدار ہو' ان کے مسئلے کو اپنا مسئلہ سمجھے تو یہ اتنی بڑی قوت ہے کہ ناجائز مسلط حکمرانوں کو بہا لے جائے' مسلمانوں کو دنیا میں آبرو مندانہ زندگی نصیب ہو' اور کوئی ان کی طرف بری نظر نہ اٹھائے۔

یاسر عرفات نے اوسلو معاہدہ کر کے' اور اسے آزما کر یہ واضح کر دیا ہے کہ اس طرح کی صلح' بزدلی اور بے غیرتی کا راستہ ہے۔ عرفات اور اس کے حامی سوچیں تو سہی کہ ان سے کیا کام لیا جا رہا ہے۔ لیکن لطف یہ ہے کہ دنیا کے دوسرے حصوں میں' امریکہ کی آشیرباد سے' کچھ دوسرے مسلمان حکمران یاسر عرفات بننے کے لیے تیار ہیں! تاریخ کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ تاریخ میں' تاریخ سے سبق لینے کی روایت کوئی مضبوط روایت نہیں ہے۔ شاید اسی لیے تاریخ اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے!

ہم کیسا پاکستان بنائیں گے: قاضی حسین احمد

۴۰ صفحات، آرٹ کاغذ کا رنگین ٹائیٹل، صرف -/۴۰۰ روپے سیکڑہ

منشورات: منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔54570 فیکس:042-7832194